السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں اجنبی ملک میں رہائش پذیر ہوں اور کسی اور ملک کی نصرانی لڑکی سے شادی کی ہے، ہم دونوں کا کوئی بھی قریبی اس ملک میں رہائش پذیر نہیں۔ میں نے اسے شادی کا پیغام دیا اور وہ رضامند ہوگئی، بعد میں ہمارا ایجاب وقبول بھی ہوا لیکن میں مہر دینا بھول گیا اور بعد میں اسے کچھ رقم دے دی۔ تو کیا یہ شادی صحیح ہے۔ ہم نے معاشرے کے رسم ورواج سے ہٹ کر صرف اللہ تعالی کی رضا کےلیے شادی کی تھی، پھر اس خدشہ سے کہ کہیں ہماری یہ شادی غلط نہ ہوایک دوسرے کو طلاق دے دی، تو کیا ایسا کرنا صحیح تھا اور کیا اب گواہوں اور اس کے کسی ولی کی موجودگی میں عقد نکاح کرنا واجب ہوگا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

!وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

!الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد

جمہور علمائے کرام جن میں امام شافعی، امام احمد اور امام مالک رحمہ اللہ شامل ہیں، کا مسلک یہ ہے کہ کسی بھی مرد کےلیے حلال نہیں کہ وہ عورت سے اس کے ولی کے بغیر شادی کرے خواہ وہ عورت کنواری ہو یا شادی شدہ۔

ان کے دلائل میں مندرجہ ذیل آیات شامل ہیں:

1۔ ''تم انہیں اپنے خاوندوں سے شادی کرنے سے مت روکو۔'' (البقرۃ:232)

2۔ ''مشرک مردوں کے نکاح میں اپنی عورتوں کو مت دو۔'' (البقرۃ:221)

3۔ ''اور اپنے میں سے بے نکاح مرد وعورت کا نکاح کردو۔'' (النور:32)

ان آیات میں یہ بات بیان ہوئی ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا شرط ہے اور اس کی وجہ دلالت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان سب آیات میں عورت کے ولی کو عقدِ نکاح کے بارے میں مخاطب کیا ہے اور اگر (نکاح کا) معاملہ ولی کے ہاتھ میں نہیں بلکہ عورت کے ہاتھ میں ہوتا تو پھر اس کے ولی کو مخاطب کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

''امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں ان آیات پر یہ کہتے ہوئے باب باندھا ہے کہ "باب من قال: لانکاح إلا بولی" ''بغیر ولی کے نکاح نہ ہونے کے قول کے بارے میں باب۔

اور حدیث میں بھی یہ وارد ہے کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

صحیح: صحیح أبوداوَد: 1836، کتاب النکاح: باب فی الولی، أبوداوَد: 2085، ترمذي: 1101، کتاب النکاح: باب ما جاء لانکاح إلا بولی، دارمی، 2/137، أحمد: 4/394، ابن ماجۃ: 1881، کتاب النکاح: باب لانکاح إلا بولی) ابن الجارود: 701، أبویعلی: 13/195، ابن حبان: 1243-الموارد، دار قطنی: 3/218، حاکم: 2/170، بیہقی: 7/107

:اور حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا، اس کا نکاح باطل ہے۔ آپ ﷺ نے یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے۔ (پھر اس ممنوع نکاح کے بعد) اگر مرد اس عورت کے ساتھ ہمبستری کرلے تو اس پر مہر کی ادائیگی واجب ہے کہ جس کے بدلے اس نے عورت کی شرمگاہ کو چھوا۔ اگر اولیاء کا آپس میں اختلاف ہوجائے تو جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی حکمران ہے۔''

صحیح: صحیح ابوداوَد: 1835، کتاب النکاح، باب فی الولی، أبوداوَد: 2083، أحمد: 6/47، ترمذي: 1102، کتاب النکاح: باب ما جاء لانکاح الا بولی، ابن ماجۃ: 1879، کتاب النکاح: باب لانکاح إلا بولی، ابن الجارود: 700، دارمی: 3/7، دار قطنی: 3/221، حاکم: 2/168، بیہقی: 7/105، أبویعلی: 8/147)

دوسری بات یہ ہے کہ اگر عورت کا ولی اسے اپنی پسند کی شادی بغیر کسی عذر کے نہیں کرنے دیتا تو اس کی ولایت ختم ہوکر اس کے قریبی رشتہ داروں کی طرف منتقل ہوجائے گی مثلاً باپ کی بجائے دادا ولی بن جائے گا۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر اس کے تمام اولیاء اسے بلاعذر شرعی شادی کرنے سے روکیں تو سابقہ حدیث کی وجہ سے حکمران ولی بن جائے گا کیونکہ حدیث میں ہے کہ

''اگر وہ جھگڑا کریں تو جس کا ولی نہ ہو حکمران اس کا ولی ہے۔''

چوتھی بات یہ ہے کہ اگر نہ ولی ہو اور نہ ہی حکمران تو پھر اس کی شادی وہ شخص کرے گا جسے سلطہ اور اختیار حاصل ہوگا مثلاً گاؤں کا نمبردار یا گورنر وغیرہ اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو وہ عورت اپنی شادی کےلیے کسی بھی مسلمان امین شخص کو اپنا وکیل بنالے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ

''اگر نکاح کا ولی نہ ہو تو ایسی حالت میں ولایت اس شخص کی طرف منتقل ہوگی جسے نکاح کے علاوہ دوسرے معاملات میں ولایت حاصل ہو مثلاً گاؤں کا نمبردار یا قافلے کا امیر وغیرہ۔''

(الاختیارات الفقہیۃ: ص 350)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

''اگر عورت کا ولی نہ ہو اور نہ ہی حکمران ملے تو امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس عورت کی اجازت سے کوئی عادل شخص اس کی شادی کر دے۔''

(المغنی لابن قدامۃ: 9/362)

اور شیخ عمر الاشقر کہتے ہیں کہ

''جب مسلمانوں کی طاقت ختم ہو جائے اور انہیں سلطہ حاصل نہ ہو یا پھر عورت کسی ایسی جگہ رہتی ہو جہاں پر مسلمان اقلیت میں ہوں اور انہیں کوئی اختیار نہ ہو، ان کا حکمران بھی نہ ہو اور نہ ہی عورت کا ولی موجود ہو مثلاً امریکہ وغیرہ اور ایسے ممالک میں اسلامی تنظیمیں ہوں جو مسلمانوں کے حالات کا خیال رکھتی ہوں تو ان میں سے کوئی ایک تنظیم اس عورت کی شادی کر دے گی۔ اسی طرح اگر مسلمانوں کا کوئی امیر ہو جس کی بات تسلیم کی جاتی ہو اور اس کی طاقت ہوتی ہو یا کوئی مسؤل جو اس کے حالات کی دیکھ بھال کرتا ہو، وہ عورت کا ولی بنے گا۔''

(الواضح فی شرح قانون الاحوال الشخصیۃ الاردنی: ص 70)

نیز عقدِ نکاح میں واجب اور ضروری ہے کہ دو عدد عاقل بالغ مسلمان اس عقدِ نکاح کی گواہی دیں، اس لیے آپ کی پہلی شادی باطل تھی۔ اب آپ کو دوبارہ نکاح کرنا چاہیے اور اس میں عورت کے ولی اور دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

(شیخ محمد المنجد)

شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ سے دریافت کیا گیا کہ کیا بالغ لڑکی کا نکاح بغیر ولی کے کیا جا سکتا ہے؟

تو ان کا جواب یہ تھا:

یہ علم میں ہونا چاہیے کہ بغیر ولی کے عورت کی شادی صحیح نہیں، صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور اسی پر کتاب و سنت اور آثار سلف دلالت کرتے ہیں۔

(شیخ محمد آل شیخ)

شیخ صالح بن فوزان رحمہ اللہ سے والد کی اجازت کے بغیر کنواری لڑکی کی شادی کے متعلق دریافت کیا گیا؟

تو ان کا جواب یہ تھا:

عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے والد کی اجازت کے بغیر شادی کرے کیونکہ وہ اس کا ولی و سرپرست ہے اور اس سے زیادہ اچھی نگاہ رکھنے والا ہے، لیکن والد کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ صالح و کفو رشتہ ملنے کے باوجود بھی اپنی بیٹی کو شادی سے روکتا پھرے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تمہارے پاس ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جو با اخلاق اور امین ہو تو اس سے شادی کر دو ورنہ زمین میں فتنہ و فساد ہوگا۔

اور بیٹی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس شخص سے شادی پر اصرار کرے جس سے شادی پر اس کا والد راضی نہیں کیونکہ والد اس سے زیادہ دور تک نگاہ رکھنے والا ہے اور اس لیے بھی کہ وہ نہیں جانتی شاید اس سے شادی نہ کرنے میں ہی خیر ہو اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّواْ شَيۡـٔٗا وَهُوَ شَرّٞ لَّكُمۡۚ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ٢١٦ ...البقرۃ

''اور قریب ہے کہ تم کسی کو چیز پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بری ہو۔''

اور اس پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتی رہے کہ وہ اس کے لیے نیک شوہر اختیار فرمائے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ نکاح و طلاق

سلسلہ فتاویٰ عرب علماء 4